ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

ڈاکٹر شریف میر
لیکچرر، آئی۔بی۔ایل۔سی، یونیورسٹی آف تُربت، مکران
ڈاکٹر حامد علی بلوچ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ بلوچی، جامعہ بلوچستان، کوئٹہ

بلوچی زبان وادب میں طنز ومزاح نگاری: ایک تنقیدی جائزہ

Dr. Sharif Mir*
Lecturer, IBLC, University of Turbat, Makran.
Dr. Hamid Ali Baloch
Assistant Professor, Department of Balochi, University of Balochistan, Quetta.
***Corresponding Author:** mirsharif@gmail.com

Satire and Humor in the Balochi Language and Literature: A Critical Study

Satire and humor have played a significant role in shaping the literary tradition of Balochi, extending beyond modern literature to its neo-classical and classical phases. Classical poetry in Bewargh and Granaz Romantic story incorporated humor and satire in their love story, while in the neo-classical period, the poetry of Tawkali Mast stands as a prominent example. In the modern era, poets including Muhammad Mortani, Akram Sahib Khan, Abid Askani, and Phullan Umar have continued this tradition with notable contributions. Similarly, modern Balochi prose has witnessed the emergence of distinguished satirists such as Muhammad Baig Baigul, Sikkik Azat, Tariq Peshukani, and Essa Gul, who have significantly enriched the genre. The objective of this paper is to examine the contributions of these poets and prose writers, highlighting their role in cultivating satire and humor within the broader framework of Balochi literature. This study seeks to underscore the richness and diversity of Balochi literary expression, particularly in the domain of satire and humor,

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

thereby situating Balochi literature within the global literary landscape.

Key Words: *Satire, Humor, Balochi Language And Literature, Balochi Classical, Neo-Classical And Modern Poetry.*

بلوچی زبان و ادب میں طنز و مزاح نگاری کوئی نئی بات نہیں، بلکہ اس کے نمونے بلوچی کلاسیکل اور نیو کلاسیکل شاعری میں بھی ملتے ہیں۔ اگر بلوچی ادب کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ طنز و مزاح بلوچی نثر سے پہلے شاعری میں پایا جاتا ہے اور یہ صنف کئی دہائیوں تک بلوچی شاعری میں پروان چڑھتا رہا ہے۔ بلوچی قدیم شاعری کی دو اقسام ہیں، ایک جنگی صورت میں جسے رَزمیہ شاعری کہتے ہیں اور دوسری عشقیہ شاعری، جس میں شاعر اکثر پیار اور محبت کو موضوع بحث بناتے ہیں، البتہ بلوچی رَزمیہ شاعری میں مزاح کم اور طنزیہ پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔

بلوچی کلاسیکل شاعری جسے عام طور رِندی دَور کی شاعری کہا جاتا ہے، بلوچی کلاسیکل شاعری میں سب سے نمایاں ہے۔ اس دور میں سب سے زیادہ اہم موضوع عشق اور جنگ تھے، مگر ان دونوں موضوعات پہ طنز اور مزاح کا چھاپ نظر آتا ہے۔ اس دور کیے ایک جنگی منظر نامے میں جب بیورغ جو کہ سردار چاکر خان رند کے خانوادگان میں شامل ہے اور اُن کو جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیتا ہے تو اس کے دوست و احباب طعنہ دیتے ہیں۔

شاعر نے موقع کی اس طرح منظر نگاری کی ہے، وہ گویا ہوتے ہیں۔

"میر چاکر خان دل میں غمگین ہوئے
اس نے سات ہزار رند نوجوانوں کو بلایا
چار سو ایک جیسے بہادر اکھٹے ہوئے
کھلے میدان میں احتیاط سے داخل ہونا
بیورغ ایک مرتبہ پھر دوڑتا ہوا آیا
میر چاکر کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر بولا
چاکر بغض اور کینہ کم کریں
نو حانی ہزار نوجوان ہوں گے
اس طرح شیخی خورے
جاڑو اور ریحان بولے
بیورغ کو تیروں نے ڈِھلایا ہے

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

ہندوستانی تلواروں نے سہایا ہے
اس کو دامن ریت کی جنگ یاد آئی
مگر ہم مراسیوں اور نچلے طبقے کے لوگوں سے کہیں گے
کہ بیورغ خان کو میدان جنگ سے دور بٹھائیں "(۱)

رندوں آج تک لاشاریوں پر طنزیہ جملے کستے ہیں کہ جب وہ جنگ کے لئے آئے تھے تو وہ جنگ کرنے کے بجائے گوہر مہیری کی اونٹنیوں کو کاٹ کر چلے گئے، بجائے اس کے کہ وہ رندوں کے نڈر اور بہادر لڑاکو جوانوں سے ٹکراتے۔ اس بارے میں شاعر گویا ہوتا ہے کہ:

"پرسوں لاشاری
سیر و تفریح اور شکار کے بہانے آئے
گھوڑے دوڑانے اور خوشی منانے کو
وہاں سے آئے وہ بدمستوں کی طرح
یہاں سے پلٹے دشمنوں کی طرح
اور اونٹنیوں کے بچوں کو جوڑی
جوڑی کرکے ذبح کر ڈالا "(۲)

بلوچی کلاسیکل شاعری میں بیبگر / بیورغ رومانوی اور طنز و مزاحیہ شاعری کی وجہ سے بہت مشہور ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ گراناز کے ساتھ اس کی عشقیہ داستان بھی بہت مشہور ہے۔ وہ ایک دفعہ قندھار جاتے ہیں تو وہاں کے بادشاہ کے سپاہی انھیں گرفتار کرکے قید کر لیتے ہیں، اس منظر کو وہ اپنی شاعری میں اس طرح قید کر لیتے ہیں۔

"قندھار ایک باغ ہے
جہاں میلہ لگا رہتا ہے
بادشاہوں کا پایہ تخت
اور رہنے کی جگہ
ایک دفعہ میں اس سرسبز و شاداب
زمین کی سیر کو گیا اور

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

میں بادشاہ کا قیدی بن گیا
اور اس کے ظلم و ستم کا شکار ہوا"(۳)

جب وہ مُقیّد تھے، تو وہ راتوں کو عشقیہ گیت گایا کرتے تھے۔ ایک رات اُس کی نگاہ بادشاہ کے محل میں ان کی بیٹی پہ پڑی اور وہ ان کا دیوانہ ہو گئے۔ وہ اپنی شاعری میں مذکورہ شہزادی کی تعریف کرتے ہیں ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اتنی حسین و جمیل تھی کہ میں ان کے لئے تڑپتا تھا۔ ایک دن شہزادی اپنے والد باشاہ سلامت سے کہتی ہے کہ آپ اس بلوچ قیدی کو رہا کریں جو آدھی رات درد بھرے گیت گُنگنا کر ہمیں آرام کی نیند سونے نہیں دیتا۔ جب وہ زندان سے رہائی پاتے ہیں تو گھر واپس نہیں لوٹتے، بلکہ شہزادی سے ملاقات کی منتظر ہوتے ہیں، کیونکہ اُسے اندازہ ہو چکا ہوتا ہے کہ عشق کی آگ دونوں طرف لگ چکی ہے۔

ایک دن وہ محل کے آس پاس ٹہل رہا تھا کہ شہزادی نے بالائی منزل سے اُس کو آواز دی کہ اے بلوچ اگر تو مرد کی اولاد ہے تو اپنی تلوار کو ڈھال بنا کر بالائی منزل کی طرف آجا۔ بیورغ پہرے داروں کو چند سکّے لالچ دے کر محل کی طرف چل دیتے ہیں۔ جب وہ شہزادی کے عقب تک پُہنچ جاتے ہیں تو شہزادی گھبرا جاتی ہے اور طنزیہ انداز میں اُس سے مخاطب ہو کر کہتی ہے۔

"وہ ایک دوپٹے کے اندر کانپتی رہی
کانپتے ہوئے اس نے مجھے آواز دی
اے گبرو! تجھے تقدیر یہاں کھینچ لائی
تُرک تیرا یہ باغی سر کاٹ کر
قلعے کے دروازے پہ لٹکا دیں گے"(۴)

جب بیورغ اُس کے طنزیہ الفاظ شعری صورت میں سنتے ہیں تو وہ فخریہ انداز میں اپنے آپ کو گرانازسے متعارف کرواتے ہیں کہ وہ کون ہے؟ اور ایک شاہی گھرانے کی نسبت سے اکیلا نہیں بلکہ اُس کے پیچھے ایک خاندان اور قوم بھی ہے۔ وہ اپنی شاعری میں اِس منظر کو یوں بیان کرتے ہیں۔

"اے حسینہ! جب تک وہ بلند حوصلوں
والے رند جو میرے ذہن میں ہیں
اور جب تک مضبوط اور شومند گھوڑوں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

والے چاکر اور میر حان سلامت ہیں
کون میری سانڈ جیسی گردن کاٹ کر
قلعے کے دروازے پر لٹکا سکتا ہے
میں ان بھوکے چوروں میں سے نہیں ہوں
جو چھرے نکال کر دنبوں کو گھیر لیتے ہیں
میں تو بیورغ ہوں
وہی بیورغ جس کا ذکر شعروں میں ہے
اور تم میری محبوبہ ہو
جس نے مجھے خود سلام بھیجا ہے "(۵)

اسی طرح بلوچی نیو کلاسیکل شاعری میں اکثر شاعروں کے ہاں طنزیہ شاعری نہ صرف نظر آتی ہے، بلکہ نمایاں بھی ہے۔ان شعراء میں ملا فاضل ،ملا قاسم ،ملا عزت ،مست توکلی اور بہت سارے نامور شعرا شامل ہیں ۔مست توکلی اُس دور کے صوفی شعراء میں شمار ہوتے ہیں جو ایک حسین و جمیل خاتون "سمو" کے عشق میں گرفتار ہوتے ہیں، مگر اُس کے علاقے کے سردار اور دوسرے طبقے کے لوگ اُسے آزمائش میں ڈالتے ہیں کہ کیا اُس کا عشق حقیقی ہے یا مجازی؟ اُس کے عشق کے پیمانے کو ناپنے کے لیے اُسے ڈیرہ جات کے علاقے کی ایک مشہور اور تیز طرار کنجری 'موراں' کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد وہ اسے کمرے میں لے جاتے ہیں، جہاں موراں پہلے سے موجود ہے۔وہ ہر طرح کے ماہرانہ ناز اور اداد کھا دکھا کر مست کو اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کرتی ہے مگر مست توکلی ٹس سے مس نہیں ہوتے ۔مست توکلی اس منظر کو اپنی طنزیہ شاعری میں سرداروں اور اُمرا مخاطب سے ہو کر کہتے ہیں کہ کہاں موراں اور کہاں میری سمو۔ذرا ان کی شاعری کا یہ چھاٹا سا سحر انگیز نمونہ دیکھیں۔

"اے میرے طاقتور سردارو!
مجھے زبردستی کمرے میں بند
کر کے پریشان نہ کیا کرو
مجھے دل کو گرفت میں لینے والی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01
ماخذ تحقیقی مجلہ

بھنگ مت پلایا کرو
میں سمو کے ساتھ اپنا
کیا ہوا عہد و پیمان
ڈیرہ کی ان بھینس جیسے تھنوں
والی عورتوں کے لئے کبھی نہیں توڑوں گا
دوست وہی ہیں جن کی دوستی ابدی ہو
یہ چار دن کی حسیناوں کی
دوستی پائیدار نہیں ہوتی
کنجریوں کی دوستی بس دو چار
راتوں کی لطف اندوزی ہے
یہ تو اس قابل ہیں کہ مریوں کی کنیزیں بنیں
میں تو انھیں سمو کی طرف
خوشخبری لانے والے قاصد کو
انعام میں دینا بھی پسند نہ کروں
میری سمو تو ایک مینائے شراب ہے
میدانوں کی ایک گوری ہرنی ہے
میں تو بس اس کی کٹورے جیسی
آنکھوں کا غلام ہوں"(۲)

جدید بلوچی ادب میں اس صنف میں طنز کے ساتھ ساتھ مزاح کا عنصر بھی ابھر کر سامنے آیا ہے۔ مگر اس دور میں سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ بلوچی ادب میں طنزیہ اور مزاحیہ ادب شعر کے بجائے نثر میں زیادہ لکھا جانے لگا۔ اس دور کے شروعات میں شاعری اور بعد ازاں نوجوان ادبا اور شعراء نے نثر میں لکھنے کے رجحانات کو ترجیح دی۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

جدید بلوچی شاعری میں طنز و مزاحیہ شاعری کی ابتدا بقول پروفیسر صباد شتیاری کے محمد علی مور تانی سے ہوئی۔ وہ اس حوالے سے اپنی کتاب "گلکارءُ چنکار" میں لکھتے ہیں کہ:

> "میری رائے میں جدید دور میں طنز و مزاحیہ شاعری کی ابتدا کرنے والا علی محمد مور تانی ہے۔ وہ بنیادی طور پر "مور تان" ایرانی بلوچستان کے رہنے والے تھے، مگر اپنے بچپن میں نیولائن لیاری کراچی آ کے آباد ہوئے۔ جوانی میں "سوامی نرائن مندر" بندر روڑ کراچی کے چوکیدار رہے اور یہیں سے طنز اور مزاحیہ شاعری کا حس ان میں بیدار ہوا"(۷)

علی محمد مور تانی کا کوئی شعری مجموعہ چھپ کر ابھی تک سامنے نہیں آیا، ان کی صرف ایک طنز و مزاحیہ نظم جو بہت مشہور ہوئی "سوامی نرائن کا مندر" جو پروفیسر صباد شتیاری کی تحقیقی کتاب "گلکارءُ چنکار" میں شامل ہے۔ اس نظم میں آپ نے مزاحیہ انداز میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ اس روزگار یعنی چوکیداری کی نوکری سے کتنا خوار ہے اور وہ بھی کسی مندر کی چوکیداری۔ سارا دن وہ مندر کے اندر رکھے گئے بت اور ان کے یاتریوں کو دیکھتا رہتا ہے۔

جدید بلوچی ادب میں طنز و مزاح کی شاعری کے ابتدائی ناموں میں سے ایک نام "میر احمد دھانی" کا ہے، جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا مجموعہِ کلام "گاریں کاروان" بلوچی زبان و ادب کا پہلا طنز و مزاحیہ کلام ہے، مگر یہ کتاب اب ناپید ہو چکی ہے، ہو سکتا ہے کسی محقق کی ذاتی لائبریری کی زینت ہو، مگر یہ کتاب کسی عام و خاص کی دسترس میں نہیں۔ یہ کتاب ۱۹۷۳ء میں چھپ چکی تھی جسے آج باون سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔

اس سلسلے میں نامور شاعر، نقاد اور ادیب محمد صدیق آزات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ وہ بھی اسی دور میں لکھتے رہے ہیں۔ اُس کا شمار اُن لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے جدید بلوچی ادب میں نثر کی صورت میں طنز و مزاح لکھنا شروع کیا۔ محمد یونس واھگ اپنے ایک مضمون میں اسی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں کہ:

> "جدید بلوچی نثری ادب میں اس صنف کو متعارف کروانے والوں میں پہلا نام محمد صدیق آزات کا ہے۔ صدیق آزات ان لوگوں میں شامل ہیں، جس نے پندرہ روزہ "زمانہ" بلوچی نومبر ۱۹۶۸ کے شمارے میں اپنا طنز و مزاحیہ کالم "جوریں دپار" کے نام سے لکھا۔ وہ یہ کالم نومبر ۱۹۶۸ سے لیکر اکتوبر ۱۹۷۱ تک مسلسل لکھتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے یہ کالم لکھنے کی

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

ذمہ داری نامور شاعرہ اور ادیبہ بانل دشتیاری کو سونپ دی۔وہ یہ کالم "بلوکپوت" کے نام سے کئی سالوں تک لکھتی رہیں"[۸]

جدید بلوچی نثر اور خاص طور پر طنز و مزاحیہ ادب کا سرخیل اور توانا آواز محمد بیگ بیگل کو مانا جاتا ہے، وہ مسلسل کئی دھائیوں تک بلوچی ادب میں طنز و مزاح کے اصناف کو پروان چڑھاتے رہے۔وہ زندگی کے ہر مسائل کو اجاگر کرتا رہااور ہمیں احساس دلاتا رہا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، مگر ایسے مزاحیہ انداز میں کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

بیگ محمد بیگل یوں تو کئی اصنافِ ادب پر طبع آزمائی چکے ہیں، جن میں شاعری،ڈرامہ،افسانہ نگاری، تراجم اور دیگر اصناف شامل ہیں، مگر جدید بلوچی ادب میں انہوں نے اچھاخاصہ طنز و مزاح نگاری کے جوہر دکھائے ہیں ۔اب تک طنز و مزاح پر اُس کے چار مجموعے چھپ چکے ہیں، جن میں "شکلءُ ماجین" جو ۱۹۸۶ء میں پہلی بار سید لبزانکی مجلس متحدہ عرب امارات کی طرف سے چھپ کر سامنے آئی تھی۔اس کتاب کے چھپنے کے بعد گویا محمد بیگ بیگل طنز و مزاح کے ہو کے رہ گئے،وہ مسلسل لکھتے رہے اور ماہنامہ "بلوچی" کے ہر شمارے میں ان کے مضامین چھپتے رہے۔ایک وقت ایسا بھی آیا کہ طنز و مزاحیہ ادب کے لکھاری آپ کو بلوچی ادب کے "جوکر" اور "درباری" کے القابات سے پکارنے لگے۔۱۹۹۵ء میں آپ کا دوسرا مجموعہ "زنڈیں دپار" کے نام سے چھپ گیا، جس میں کئی مزاحیہ مضامین شامل ہیں۔ مگر بیگ محمد بیگل اِس صنف ادب میں دو مجموعے "جوکر" اور "برزخ" کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوئے، جن کی وجہ سے آپ کو شعبہ بلوچی جامعہ بلوچستان کوئٹہ کی طرف سے "لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ-*Life-Time Achievement Award /*" سے بھی نوازا گیا۔

جوکر ۲۰۰۶ء میں بلوچی اکیڈمی کوئٹہ کی طرف سے چھپ گئی تھی، جس کے تین حصے ہیں اور کل ۵۴ مضامین شامل ہیں ۔ان مضامین میں کچھ زیادہ مشہور اور زبان زد عام و خاص ہوئے ،ان میں جوکر، گری مالڈی،ڈکال،رُمبو ٹُمبو، درباری،وام، کاروکاری ، ممی،اللہ ڈنہ ، مراقبہ ،کیفے جان ،ڈائیریکٹ ڈائیلنگ ،بیگل داد اور مسقط مہرک شامل ہیں۔

برزخ بیگل کا چوتھی کتاب ہے۔ یہ کتاب بھی بلوچی اکیڈمی کوئٹہ کی طرف سے سال ۲۰۱۲ء میں چھپ چکی ہے۔اس کتاب میں کل انہتر(۶۹) کے قریب طنز و مزاحیہ مضامین شامل ہیں۔ان مضامین میں سب سے زیادہ مشہور مضامین میں بلوچی ادب کی موجودہ صورتحال ،چگرد لیکس،ولی ریٹا،نشانِ دست ،بیگل کے ساتھ ایک نشست

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

،موالی،استاد موسیٰ، ہشت چوک،غزل پوائنٹ، اپنی اپنی قسمت،ڈاکٹر مزار تو لگی،نائٹ کیپ،بیگل کا زندنامہ،لالا سہراب مودی اور میں اور عطااور اقبال شامل ہیں۔

بلوچستان کے ساحلی شہر پسنی سے تعلق رکھنے والا ادیب اکرم صاحب خان نے طنز و مزاح کے میدان میں شعری اور نثری دونوں تجربات کیے ہیں۔ اب تک ان کا ایک شعری مجموعہ "گواتیءَ مات" اور ایک نثری مجموعہ "بیل ءُ آلاڈ" چھپ چکے ہیں۔اس کے علاوہ وہ کئی سالوں تک ماہنامہ "بلوچی" کوئٹہ میں ایک مزاحیہ کالم "نریں ھلکدار" کے نام سے لکھتے رہے ہیں۔ یہ کالم سوالا جوابا تھا۔یہ کالم ماہنامہ "بلوچی" کے پڑھنے والوں میں بہت مشہور رہا۔اسی طرح شہر کراچی میں رہنے والے عابد آسکانی کے بھی تین شعری مجموعے چھپ چکے ہیں، جن میں "چُشّیں شوم ءُشانزدہ"، "چشّیں نیک ءُنیک بحت" اور "چشّیں چار کتابی" شامل ہیں۔

عابد آسکانی اس شعبے میں نیانام نہیں،وہ کئی دھائیوں سے بلوچی زبان وادب کے ساتھ منسلک رہے ہیں۔ وہ ملک اور بیرون ملک بلوچی زبان،ادب،ادارہ سازی اور ان اداروں کی تنظیمی کاموں میں سرگرم رہے ہیں۔ وہ اپنے فن میں آزاد نظم،پابند نظم،اور غزل کی صورت میں مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ان کی شخصیت کی خاص بات مشاعروں میں شعر پڑھنے کا انداز ہے۔

عیسیٰ گل بلوچی مزاحیہ ادب کا پرانا نام ہے، مگر وہ بہت کم لکھتے ہیں،اکا دکا بلوچی زبان کے جریدوں اور مشاعروں میں نظر آتے ہیں۔ابھی تک اُس کا ایک مجموعہ کلام "پارسنگ (ترازو) کے نام سے "آریپ کمیونی کیشن پیشکان" کی طرف سے سال ۲۰۱۰ء میں چھپ چکی ہے۔وہ بلوچستان کے ساحلی شہر "پیشکان" میں ادبی سرگرمیوں کے حوالے سے خاصے سرگرم بھی رہے ہیں۔وہ اپنے علاقے کے نوجوان شعرا اور ادبا میں بہت مشہور بھی ہیں۔ موضوعات کے چناؤ میں بہت مہارت رکھتے ہیں۔وہ ان موضوعات کو اپنے طنز و مزاحیہ شاعری کے لئے چنتے ہیں جو عام آدمی سے متعلق ہوں،کیونکہ وہ ان مسائل پہ بات کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں کہ کہاں ظلم اور ناانصافی ہورہی ہے ۔عیسیٰ گل کے اہم موضوعات میں روٹی،کپڑا،مکان،ساحل،وسائل،ماہی گیری،ٹرالر مافیا،سمندر،ووٹ،الیکشن،سیاسی لیڈران وغیرہ شامل ہیں۔وہ غزل کے علاوہ ہائیکو میں بھی طنز و مزاحیہ شاعری کرتے ہیں۔

عیسیٰ گل کی تقلید میں ان کا ایک شاگرد طارق پیشکانی بھی ان کے نقش قدم پہ چل کے مزاحیہ ادب لکھ رہے ہیں۔طارق یوں تو عیسیٰ گل کے علاقے "پیشکان" میں رہتے ہیں مگر وہ کئی سالوں سے خلیجی ملک عمان میں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01
ماخذ تحقیقی مجلہ

سکونت پزیر ہیں، مگر ملک سے باہر ہونے سے ان کی ادبی سرگرمیوں پہ کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ وہ بلوچی زبان و ادب کے رسائل و جرائد میں مسلسل لکھتے رہے ہیں ۔ اب تک ان کی تین مزاحیہ کتابیں چھپ چکی ہیں، جن میں " تلک "، " بابو ءِ کاریت " اور " بیگل منی واب ءَ اتنگ " شامل ہیں۔

نامور شاعر اور ادیب اسحاق خاموش طارق پیشکانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"طارق! میرا اور آپ کا معاشرہ اتنے مسائل میں گھرا ہوا ہے کہ نہ کسی کا دل ہنسنے کو کرتا ہے اور نہ کسی کا دل رونے کو۔ اس صورتحال میں اگر آپ لوگوں کو ہنسانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کسی ادبی جہاد سے کم نہیں "(۹)

طارق جدید بلوچی ادب کا ابھرتا ہوا ستارہ ہے، ان سے جدید بلوچی ادب کی کئی امیدیں وابستہ ہیں۔ وہ اپنے وطن اور علاقے کے ساتھ ساتھ اپنی زبان و ادب کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی ادبی خدمات کا اگر جائزہ لیا جائے تو سب سے اہم بات ان کا تسلسل کے ساتھ لکھنا ہے۔ ان کے لکھنے کا تسلسل کبھی منقطع نہیں رہا۔

پھلان عمر بلوچی زبان و ادب میں طنز و مزاحیہ شاعری کے میدان میں نئے اور نوجوان شاعر ہیں۔ وہ ابھی تک ابتدائی مرحلے میں ہیں، مگر اس مختصر عرصے میں وہ رسائل و جرائد میں لکھنے کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا میں بھی بہت مشہور ہیں اور ان کے اکثر اشعار عام سامعین تک سوشل میڈیا کے ذریعے پہنچتے رہتے ہیں۔ اب تک انکی مزاحیہ شاعری کی ایک کتاب چھپ چکی ہے۔ یہ مجموعہ "رشتگ / رشتہ" کے نام سے سال ۲۰۱۶ کو "آتار پبلی کیشن" کراچی کی طرف سے چھپ چکی ہے۔ پھلان ادبی طنز و مزاحیہ ادب کے علاوہ روزمرہ زندگی میں بھی ایک ملنسار اور ہنس مکھ بندہ ہے۔ وہ اپنے ادبی سفر کے حوالے سے خود لکھتے ہیں۔

"رشتگ / رشتہ مرا پہلا طنز و مزاحیہ " مجموعہ "ہے۔ میں طنز و مزاحیہ ادب کی بس میں سال ۲۰۰۲ سے لٹک رہا ہوں اور بس پہ مکمل سواری کرنا چاہتا ہوں، مگر اب تک سیٹوں کے قریب آ کے بیٹھ گیا ہوں۔ میرے کئی دوستوں نے مجھے کہا کہ چھوڑو یہ مزاحیہ شاعری اور سنجیدہ شاعر بن جاو۔ میں کئی دفعہ مایوس بھی ہوا ہوں مگر کچھ دوستوں نے ہمت دی اور کہا کہ آپ کی مزاحیہ شاعری بہت کمال کی ہے "(۱۰)

پھلان عمر دوسرے شعرا اور ادبا کی طرح دوسرے اصناف میں تجربات نہیں کرتے، بلکہ ان کی کمٹمنٹ صرف اور صرف مزاحیہ ادب کے ساتھ ہے، گو کہ ان کے ہم عصر کئی دوست شاعری کے دوسرے اصناف میں بھی

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01

طبع آزمائی کر رہے ہیں، مگر وہ طنز و مزاح کے ساتھ جڑنے کے ساتھ ساتھ اسی صنف میں نئے نئے تجربات کر رہے ہیں۔

نامور ادیب اور طنز و مزاح کے شاعر اکرم صاحب خان ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"کسی کو ہنسانا کسی کو رلانے سے بڑا فن ہے اور اس کی اہمیت وہ بندہ جان سکتا ہے جس کو ہنسانے اور رلانے کا فن آتا ہو، اس میدان میں پچھلے کئی سالوں سے ایک بندہ لوگوں کو ہنسانے کا کام شعری صورت میں کر رہا ہے اور وہ نام پھلان عمر کا ہے، گو کہ پھلان عمر پڑھنے والوں کے لئے نیا ہو مگر وہ اپنے معیاری شاعری کی وجہ سے بہت آگے جا چکے ہیں"(۱۱)

اس سلسلے میں ایک اہم اور تحقیقی کام نوجوان شاعر یونس واھگ نے حال ہی میں کیا ہے، اس نے تقریباً وہ تمام مضامین جو طنز و مزاح پر لکھے گئے ہیں یا مختلف شخصیات نے لکھے ہیں، مگر وہ کتابی صورت میں چھپ کر سامنے نہیں آئے، ان کو اکھٹا کر کے "تحلیں جوز" کے نام سے "استین پبلی کیشن کیچ" کی طرف سے چھاپا ہے۔ اس کتاب میں تقریباً تیس کے قریب مضامین شامل ہیں۔ اس تحقیقی کام کو دیکھنے اور پرکھنے سے معلوم ہو گا کہ طنز و مزاح کے شعبے میں کئی لوگوں نے طبع آزمائی کی ہے، مگر یا تو وہ ناکام ہوئے یا وہ مایوس ہو کر بلوچی ادب کے دوسرے اصناف کی طرف چلے گئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے وقت کی ضرورت جان کر شوقیہ اس صنف میں مضامین لکھے مگر یہ ان کا شعبہ نہیں تھا۔ اس کتاب میں جن شعراء اور ادبا کے مضامین شامل ہیں ان میں صدیق آزات، بانل دشتیاری ،مبارک قاضی، اسماعیل امیری، غنی پرواز، ڈاکٹر فضل خالق،، منیر احمد بلوچ، ناگمان، انور صاحب خان، استاد نور خان بزنجو، احمد جان ہمراز، طاہر پیشکانی، احمد ابدال، خالد ارس، مہر اللہ مہر، فاروق خالد، اسلم عثمان اور میر بلوچ خان شامل ہیں۔ مذکورہ تمام ادیبوں کے کام کا اگر جائزہ لیا جائے تو وہ بلوچی زبان و ادب میں شاعری، تحقیق، افسانہ، ناول، تنقید اور صحافت اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر ان میں کئی ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اس صنف میں تسلسل کے ساتھ لکھتے تو وہ بلوچی زبان و ادب کے لئے بہترین طنز و مزاحیہ ادب لکھ سکتے تھے۔

اختتامیہ:

بلوچی زبان و ادب کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ دوسرے اصناف کی طرح طنز و مزاح نے بھی کافی ترقی کی ہے، لیکن باقی اصنافِ ادب طرح نہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس صنف ادب میں تسلسل کے ساتھ لکھا ہے۔ زیادہ تر ادیب بنیادی طور پر اس فن کے لکھنے والے ہی نہ تھے، انھوں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-01
ماخذ تحقیقی مجلّہ

نے ایک دو مضمون لکھنے کے بعد اس شعبے میں لکھنا ہی چھوڑ دیا۔ ہاں البتہ وہ لوگ جو اس فن کے ساتھ مخلص رہے تو انھوں نے بہت کچھ لکھنے کے ساتھ ساتھ اس فن میں نام بھی پیدا کیا۔ ان نامور لکھنے والوں میں محمد بیگ بیگل، اکرم صاحب خان، عیسیٰ گل، عابد آسکانی، پھلان عمر اور طارق پیشکانی شامل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مری، میر خدا بخش، قدیم بلوچی شاعری، یونائیٹڈ پرنٹرز، کوئٹہ، ۲۰۰۹، ص۔ ٦۴

۲۔ نصیر، میر گل خان، بلوچستان کی کہانی شاعروں کی زبانی، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۱۳، بار سوئم، ص۔ ۴۴

۳۔ نصیر، میر گل خان، بلوچستان کی کہانی شاعروں کی زبانی، بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۱۳، بار سوئم، ص۔ ۱۳۴

۴۔ ایضا، صفحہ، ۱۳۸

۵۔ ایضا، صفحہ، ۱۳۹

٦۔ ایضا، صفحہ، ۲۷٦

۷۔ دشتیاری، صباء، گلکارءُ چکنکار، سید ریفرنس لائبریری، کراچی، ۲۰۱۵، ص۔ ۱۷۲

۸۔ واھگ، یونس، استین، شمارہ۔ ۲۰۱۹، ص۔ ۹۵

۹۔ خاموش، اسحاق، پیشگال، پیشکانی، طارق، بیگل منی واب ءَ اتلگ، کندیل کتاب جاہ، مکران، ۲۰۲۲، ص۔ ۲

۱۰۔ عمر، پھلان، رشتگ، آتار پبلی کیشن، ۲۰۱٦، ص۔ ۲۲

۱۱۔ خان، اکرم صاحب، پیشگال، عمر، پھلان، رشتگ، آتار پبلی کیشن، کراچی، ۲۰۱٦، ص۔ ٦